## یورپ

# برطانیہ: باعمل مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ اور اُن کے خلاف نسل پرستانہ رویّے

ایک برطانوی تنظیم کرسچین ریسرچ ایسوسی ایشن کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق آئندہ پانچ سال میں باقاعدگی سے مسجد جانے والے مسلمانوں کی تعداد اُن اینگلیکن مسیحیوں سے بڑھ جائے گی جو چرچ جاتے ہیں۔ ایسوسی ایشن کے اندازے کے مطابق اگلی صدی کے آغاز میں ۷ لاکھ ۶۰ ہزار مسلمان مسجد جارہے ہوں گے، جب کہ اُس وقت چرچ جانے والے اینگلیکن مسیحیوں کی تعداد ۷ لاکھ ۵۶ ہزار ہوگی۔

۱۹۹۵ء میں ۵ لاکھ ۳۶ ہزار مسلمان اور ۸ لاکھ ۵۴ ہزار اینگلیکن اپنی اپنی عبادت گاہوں میں جاتے تھے۔ ۱۹۹۲ء اور ۱۹۹۴ء کے درمیان باعمل مسلمانوں کی تعداد میں ہر سال ۳۲ ہزار افراد کا اضافہ ہوا تھا، جبکہ چرچ جانے والے مسیحیوں کی تعداد میں ۱۴ ہزار فی سال کے حساب سے کمی ہوئی تھی۔

کرسچین ریسرچ ایسوسی ایشن کی اِسی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ آئندہ آٹھ سالوں میں ایک سو مزید مساجد بن جائیں گی۔

مندرجہ بالا پس منظر میں شہزادہ چارلس کے اس بیان میں بڑا وزن محسوس ہوتا ہے کہ وہ تاج حاصل کرنے پر اپنے آپ کو صرف مسیحیّت کے حوالے سے "محافظِ دین" نہیں سمجھنا چاہتے۔
("سنڈے ٹائمز" - لندن، بحوالہ دی نیوز - اسلام آباد، ۱۲ مئی ۱۹۹۷ء)

یہ تصویر کا محض ایک رُخ ہے۔ برطانیہ میں مسلمانوں، جن کی بڑی تعداد ترک وطن کر کے جانے والوں کی دوسری نسل پر مشتمل ہے، اور دوسری اقلیّتوں کے خلاف امتیازی سلوک بڑھتا جارہا ہے۔ حال ہی میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی تنظیم "ہیومن رائٹس واچ" کی جاری کردہ رپورٹ سے یہ گھمبیر صورت حال سامنے آئی ہے کہ برطانیہ میں مغربی یورپ کے تمام ملکوں کی نسبت زیادہ نسل پرستی پائی جاتی ہے اور برطانوی اقلیّتیں اسی صورتِ حال سے گزر رہی ہیں جس سے کبھی جرمنی کی اقلیّتوں کو گزرنا پڑا تھا۔

۱۹۸۹ء سے ۱۹۹۶ء کے درمیان برطانیہ میں نسل پرستی پر مبنی جرائم کی تعداد میں تین گنا اضافہ ہوا ہے۔ اس عرصے میں کوئی ۳۲،۵۰۰ افراد کے خلاف جارحیّت ہوئی اور ۲۶ ہزار مواقع پر اقلیّتوں سے تعلق رکھنے والوں کی جائیدادوں کو نقصان پہنچایا گیا ہے۔